مدیر کے نام

سید وصی مظہر ندوی ' کینیڈا

ترجمان القرآن میں ''رسائل و مسائل'' (اپریل ۲۰۰۲ء) میں یہ بات: ''یہ (طلاق) جائز کاموں میں سے وہ کام ہے جو اللہ تعالیٰ کو غضب میں لانے والا ہے'' غلط ہے۔ کیونکہ جو کام اللہ کو غضب میں لائے وہ جائز کیسے ہو سکتا ہے' وہ تو حرام ہونا چاہیے۔ حدیث میں اس کو ''ابغض المباحات'' اس لیے کہا گیا ہے کہ تمام مباح صورتوں میں سے یہ صورت سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ مگر اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو طلاق دینے سے اللہ تعالیٰ غضب ناک کیوں ہوگا؟ تنبیہ اور اصلاح کا شرعی راستہ یہی ہے کہ شوہر بیوی کو ایک طلاق دے کر تنبیہ کرے۔ اگر اس پر بھی بیوی کی روش نہ بدلے تو دوسری طلاق دے کر مکمل علیحدگی اختیار کرلے۔ یہ علیحدگی عورت کو معلق رکھنے سے کہیں بہتر ہے۔

کھانا پکانے کے سلسلے میں بیوی کی ذمہ داری کے بارے میں جو موقف بیان کیا گیا ہے وہ بھی محل نظر ہے۔ میری رائے میں کھانا پکانے کی ذمہ داری کے بارے میں اگرچہ کوئی منصوص حکمِ شریعت موجود نہیں ہے' تاہم شریعت کی متعدد تعلیمات اور ہدایات کے مطابق یہ بیوی کی ذمہ داری ہی ہے' مثلاً یہ کہ:

عورت کا دائرہ کار ''گھر'' کو قرار دیا گیا ہے۔ وہ اس دائرہ کار میں رہتے ہوئے اگر کسی معاشی سرگرمی میں حصہ لے سکتی ہو تو یہ جائز ہے' اور اس سے حاصل ہونے والا منافع یقیناً عورت ہی کی مِلک ہے لیکن اپنی گھریلو زندگی سے بے نیاز ہو کر اس کا معاشی تگ و دو میں گم ہو جانا' اسلامی نظامِ معاشرت میں غیر مطلوب ہے۔

عورت کا کھانا پکانا' شوہر کے گھریلو کام میں اس کا ہاتھ بٹانا' بچوں کی دیکھ بھال کرنا ایسے امور ہیں جو ''معروفات'' میں شامل ہیں۔ حتیٰ کہ مغربی معاشرہ باوجود اپنے غیر فطری رجحان کے اس معروف کو مکمل طور پر نہیں کھرچ سکا۔ چنانچہ وہاں پر بھی بیویاں ان ذمہ داریوں کو ادا کرتی ہیں۔ جہاں تک مسلم معاشرے کا تعلق ہے تو دورِ نبوتؐ سے لے کر آج تک یہ مسلم معاشرے کا ''معروف'' ہے جو کسی نص کے خلاف نہیں بلکہ صحابہؓ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو حالات اس کے شاہد ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ کچھ معاشی فراخی ملنے کے بعد گھریلو خادموں کی فراہمی کے واقعات بھی موجود ہیں لیکن ہر مسلمان گھریلو ملازم تو فراہم نہیں کر سکتا' نہ ہر صحابیؓ کو یہ استطاعت حاصل تھی۔ بے شمار آثارِ صحابہؓ' اُمت کا صدیوں کا تعامل اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اس معروف کو ثابت کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی بیان کرتے ہوئے آپؐ کے تمام چھوٹے بڑے کاموں کا ذکر کیا ہے لیکن کھانا پکانے کا ذکر نہیں کیا' بلکہ گھر

میں آپؐ آتے تو پوچھتے کہ گھر میں کھانے کے لیے کیا ہے؟ دیگر صحابہؓ کے جو گھریلو حالات مذکور ہیں ان میں بھی کھانا پکانے کا کام ان کی ازواج ہی کے ذمے بیان کیا گیا ہے۔

ترجمان القرآن کا موجودہ معیار دیکھ کر بہرحال بہت خوشی اور اطمینان محسوس کرتا ہوں۔ مضامین کا معیار اور تنوع تحریک کے کارکنوں کے لیے بہترین مواد فراہم کرتا ہے۔ اس شمارے میں بشریٰ تسنیم کا مقالہ ''بچوں کی تربیت' ذمہ داریاں اور نزاکتیں'' بہت بلند پایہ اور تحریک کے کارکنوں کے لیے بے حد مفید ہے۔

احمد رضا طار 'ملتان

ورفعنا لك ذكرك اور کلام نبویؐ کی کرنیں (مئی ۲۰۰۲ء) خاص طور پر قابل مطالعہ ہیں اور ان مضامین کے مصنفین قابل ستایش ہیں۔ ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہم معاشرے کو صحیح اسلامی خطوط پر استوار کر کے برائیوں سے پاک کر سکتے ہیں۔

محمد عبداللّٰہ 'لاہور

پروفیسر خورشید احمد صاحب نے ''اشارات'' (اپریل ۲۰۰۲ء) میں عالمی حالات کے تناظر میں جس طرح معاشرتی و تہذیبی بحران کی نشان دہی کی ہے وہ حالات و وقت کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اُمتِ مسلمہ کے مستقبل اور تشکیلِ کردار کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم بحیثیت فرد' قوم اور اُمت موجودہ حالات میں اپنا کردار کس طرح اور کس قدر ادا کر سکتے ہیں؟ اس وقت کے عالمی حالات کے تناظر میں یہ سوال ہم سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہے!

نیر آفتاب ' استنبول' ترکی

روزانہ جب میں اپنے کام پر جانے کے لیے گھر سے نکلتا ہوں تو استنبول کی سڑکوں پر یہ منظر روز میری نظروں سے گزرتا ہے۔ بہت سی نوجوان بچیاں اپنے سکول کے باہر گیٹ پر کھڑی ہوتی ہیں۔ اس سخت سردی کے موسم میں یہ بلاناغہ آتی ہیں' جب کہ یہ جانتی ہیں کہ انھیں سکول میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ یہ سب اس لیے ہے کہ انھوں نے حجاب اُوڑھ رکھا ہے' اور وہ اسے ترک کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

یہ بھی معمول ہے کہ اس ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے پولیس آتی ہے' لاٹھیاں برساتی ہے اور کچھ کو پکڑ کر بھی لے جاتی ہے۔ ان بچیوں کے والدین نے اسکول انتظامیہ کے اس اقدام کے خلاف عدالت میں مقدمہ بھی دائر کر رکھا ہے۔ آئیے مل جل کر اس ظلم کے خلاف آواز بلند کریں۔ (مقدمے کی تفصیلات جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے: ویب سائٹ: www.petitiononline.com/hijab01/petition.html)

مجھے خیال آتا ہے کہ کیا یہ وہی استنبول (اسلام بول) ہے جو کبھی خلافت اسلامیہ کا دارالخلافہ تھا اور اگر آج خلافت ہوتی تو ایسا ظالمانہ منظر کبھی دیکھنے میں نہ آتا۔ اس ظلم و ناانصافی کا خاتمہ اسی طرح ممکن ہے کہ ایک بار پھر اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آئے اور عدل و انصاف سے معاملات کو چلایا جاسکے۔